Vol. 6 No.1 2022

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

کلیاتِ مولانا ظفر علی خان کا عروضی مطالعہ

THE PROSODIC STUDY OF MAULANA ZAFAR ALI KHAN'S POETRY

حافظ ہارون اشفاق

* پی ایچ۔ڈی اردو سکالر، ادارہ زبان و ادبیات اردو، لاہور

پروفیسر ڈاکٹر زاہد منیر عامر

** استاد، ادارہ زبان و ادبیات اردو، لاہور

ABSTRACT:

The present article entitled "The prosodic study of Maulana Zafar Ali Khan's poetry" is an analysis pertaining to the prosodic system used by MZAK in his poems. MZAK is considered among the greatest poets of all times. He was the possessor of extraordinary poetical qualities. He used prosodic system of Urdu poetry with great skill and mastery, also he has more 'auzaan and bahoor' than many other poets in the history of Urdu poetry. Not only this study answers the questions arising from the prosodic system of MZAK's poetry but also would prove as a torchbearer for those researching in future on this subject.

Keywords*: Prosody, Metre, Weight, Hemistich, Lyricism, Form, Prosodic system, Pause, Tempo, Rhythm, Pattern, Melody, Fluency, Cadence, Poems.*

جب کوئی شاعر بلندئ فکر اور فنّی مہارتوں کو دل کش اور منفرد سلیقے سے پیش کرتا ہے تو اس کا کلام آفاقیت حاصل کر لیتا ہے، مولانا ظفر علی خان کا شمار بھی ایسے ہی شعرا میں ہوتا ہے جن کے کلام کو آفاقیت ملی اور جو شہرت، عزّت، قبولیت اور ہر دل عزیزی کے رتبے پر فائز رہے۔ ان کی فکری و فنّی عظمت کا اعتراف نہ صرف ان کے معاصرین کی جانب سے کیا جاتا رہا بل کہ تاحال یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔

مولانا ظفر علی خان نے شاعری کی مدد سے کئی ایک کارہائے نمایاں سرانجام دیے، یہ ان کا فنِ شعر ہی تھا کہ سرسید انھیں گلے لگانے پر مجبور ہوئے، وہ ہزاروں کے مجمع کو اپنے کلام ہی کے ذریعے سے سنبھال لیتے تھے، وہ اپنے سخن کے جادو سے مخالفین کو چٹکیوں میں پچھاڑ لیتے تھے۔

فصاحت و بلاغت، ندرتِ قوافی، تغزُّل، محاکات، محاورہ بندی و ضرب الامثال کا استادانہ استعمال اور آہنگ و صوتی کیفیات ان کے شعری اسلوب میں سے ہیں۔ ان کے فنِ شاعری کے متعدد پہلو ہیں تاہم مختلف شعری ہئیتیں، مترنم بحور اور متنوّع اوزان کو بروئے کار لانا ان کے فن کی معراج تصور کیا جاتا ہے۔ جس طرح انسان نے موسیقی کی لے بندی کے لیے آواز کے مختلف درجوں اور آہنگوں کو بنیاد بنا کر سُر تال کے ذریعے کئی راگ اور راگنیاں تخلیق کی ہیں اسی طرح اس نے اپنے جذبات اور خیالات کو الفاظ کے سانچے میں ڈھالنے اور انضباطِ شعر کے لیے کچھ اصول اور موزوں پیمانے بنائے ہیں جسے عروضی نظام کہتے ہیں۔ مولانا ظفر علی خان اس عروضی نظام کا استعمال کمال مہارت، ہنر مندی، مشّاقی اور استادانہ انداز میں کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر کوئی اوزان کا درست استعمال نہ کرتا اور غیر عروضی شاعری کرتا تو فوراً اس کی روک ٹوک کرتے اور طعن و تشنیع کے کوڑے برساتے۔ ایک مقام پر وہ بے وزن شاعری کے لیے یوں اپنے غم و غصّے کا برملا اظہار کرتے ہیں:

داد کیا دیں گے مری نظم کی "پرتاب" و "ملاپ"

جو کیا کرتے ہیں ہر نظم میں اوزان کا خون (۱)

ان کے شعری کلّیات میں ہمیں جو اوزان کی رنگارنگی ملتی ہے وہ اردو شاعری میں کم ہی دیکھنے کو ملتی ہے، خداداد صلاحیتوں، نت نئی اور خود ساختہ راہوں پر چلنے کے شوق، علی گڑھ کے علمی و ادبی ماحول اور مولانا شبلی نعمانی کی شاگردی نے انھیں فن شعر میں طاق، ایک منفرد اور قادرالکلام شاعر بنا دیا تھا۔ الفاظ و حروف کی صوتی تکرار، زوردار

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.1 2022

آہنگ، سلاست و روانی، غنائی لہجہ، موضوع اور بحر کے ساتھ ہئیت کی ہم آہنگی، ردیف و قافیے کا تال میل، اوزان کا خلاّقانہ و فن کارانہ استعمال اور علم عروض کے طے کردہ قواعد کی پابندی انھیں پوری اردو شاعری میں منفرد اور نمایاں کرتی ہے۔ ایک جگہ ان کے عروض بارے ن۔م۔راشد کہتے ہیں:

"علمِ عروض سے اُن (مولانا ظفر علی خان) کی واقفیت غیر معمولی ہے۔ چناں چہ مُسلّم تکنیک کی خاطر کئی مقامات پر ترنم کا ایثار بھی کیا ہے۔"(۲)

جس قدر اُن کا کلیات ضخیم ہے اسی قدر ان کے ہاں ہئیتی تنوع، اوزان و بحور کے استعمال میں گُونا گونی اور عروضی نیرنگیاں جلوہ گر ہیں، پھر الفاظ و حروف کی مسحور کن صوتی تکرار، آہنگ کا جادو، بے پناہ موسیقیت، سُر تال کا میل، مترنّم اوزان اور غنایت سے بھرپور شعر ایسے کہ اگر کوئی ذرا سے سلیقے سے انھیں پڑھے تو روح کو سرشار کر دے، یہی وجہ ہے کہ ظفر علی خان کا کلام آج بھی عروض اور موسیقی کی سمجھ بُوجھ رکھنے والوں کو اپنی طرف فوراً مائل کرتا ہے۔ ان کے کلام کے ماہِ تمام کی چمکیلی چاندنی سے اپنی آوازوں کو منوّر کرنے والوں میں محمد اعظم چشتی، ملکہ پکھراج، کلیم سرور، مہدی حسن، نصرت فتح علی خان، سیّد مکرّم علی خان، عدیل برکی اور بہت سے دوسرے لوگ شامل ہیں۔

علم العروض پر مولانا ظفر علی خان جیسے قادرالکلام شاعر کی دسترس اور قدرت ڈھکی چھُپی نہیں، ایک ہندو اخبار "پرتاب" کے ایڈیٹر "نانک چند ناز" کے ساتھ معرکے کے حوالے سے شورش کاشمیری صاحب کا کہنا ہے کہ:

"مولانا اُسے لسانی اور عروضی غلطیوں پر ٹوکتے یا وہ ارادتاً مولانا سے الجھنے کی کوشش کرتا۔"(۳)

مولانا ظفر علی خان کے الفاظ، تراکیب، محاورے، قوافی و ردیف وغیرہ آہنگ اور موسیقی کی خاص کیفیت میں ڈوبے ہوتے تھے، اشرف عطا لکھتے ہیں کہ:

"اگر شکوہ الفاظ، محاورہ کی پابندی، قوافی و ردیف کا اچھوتا پن، بندش کی چستی اور ایک خاص ڈھب کی موسیقی کسی نظم میں جان ڈال دینے کے مترادف ہے تو کم و بیش یہ خصوصیات مولانا کی تمام نظموں میں موجود ہیں۔"(۴)

مولانا ظفر علی خان کا شعری کلیات پانچ شعری مجموعوں " بہارستان"، "نگارستان"، "چمنستان"، "حبسیات" اور "ارمغان قادیاں" پر مشتمل ہے اور خاصا ضخیم ہے جو بارہ سو سے بھی زائد صفحات کو محیط ہے۔ اُن کے اکیلے شعری مجموعے "بہارستان" کی ضخامت اتنی ہے کہ کئی اہم شعرا کے کلیات بھی ضخامت میں اس کی برابری نہیں کرتے۔ شورش کاشمیری کا کہنا ہے کہ:

"اُنھوں نے زندگی بھر میں بیس پچیس ہزار سے کم شعر نہیں کہے ہوں گے..... حقیقتاً مولانا کا اس سے دوگنا مجموعہ کلام ضائع ہو چکا ہے۔"(۵)

پُر گوئی ایسی کہ طبیعت شعر کہنے پہ ہمہ دم آمادہ، جیسے کوئی چشمہ پھوٹتا ہو، دریا بہتا ہو یا کوئی لاؤ لشکر نکلا ہو کوئی موضوع ہو ان کے آہنی شکنجے سے بچ نکلنا ناممکن۔ اس خوبی کی بابت مختار مسعود لکھتے ہیں:

"اُن کی بدیہہ گوئی اور پُرگوئی سے کوئی موضوع بھی محفوظ نہ تھا اور یہ بات اُن کی نظموں کے عنوانات سے ظاہر ہو جاتی ہے۔"(۶)

مولانا ظفر علی خان کے کلیات میں مجموعی طور پر ۱۰۷۶ منظومات ہیں۔ ان منظومات کا عروضی جائزہ لیں تو خوش گوار حیرت کا سامنا ہوتا ہے کہ انھوں نے ۱۲ بحور کے ۳۲ اوزان کو ۱۰۴ ۱ بار استعمال کیا ہے۔ اردو شاعری میں بہت کم شعرا ہیں جنھوں نے ۳۰ سے زائد اوزان میں لکھا ہو، یہ بات ان کی علم العروض پر کامل دسترس اور پختگی پر دلالت کرتی ہے۔ اسی لیے عبد الجبار شاکر لکھتے ہیں کہ:

"ان کے ہاں اوزان و بحور اور تذکیر و تانیث کی وہ پختگی ملتی ہے کہ ہم ان کے کلام کو سند کے بطور استعمال کر سکتے ہیں۔"(۷)

شورش کاشمیری کے بقول تو انھوں نے ہر قسم کی بحر میں مشقِ سخن کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:

"جتنے اصناف سخن ہے سب ان کے پامال کیے ہوئے ہیں وہ شعر کہتے کہاں لٹاتے تھے۔ ہر بحر میں انہوں نے طبع آزمائی کی ہے۔"(۸)

مولانا کے کلیات میں مستعمل بحور و اوزان کا تحقیقی جائزہ لیا جائے تو جو اعداد و شمار سامنے آتے ہیں وہ کچھ یوں ہیں:

نوٹ:وزن کے ارکان کے آگے قوسین میں ان اوزان کی کلیات میں مستعمل تعداد لکھی ہوئی ہے۔

1۔بحر ہزج:

مولانا کے کلیات میں بحر ہزج کے درج ذیل ۹ اوزان میں ۴۰۶ منظومات ملتی ہیں۔

(۱)بحر ہزج مثمن سالم:

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن (۲۲۴)

(۲)بحر ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف:

مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن(۱۰۹)

(۳)بحر ہزج مسدس محذوف:

مفاعیلن مفاعیلن فعولن(۵۲)

(۴)بحر ہزج مثمن اخرب سالم:

مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن(۶)

(۵)بحر ہزج مثمن اشتر:

فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن(۵)

(۶)بحر ہزج مثمن مقبوض:

مفاعلن مفاعلن مفاعلن مفاعلن(۴)

(۷)بحر ہزج مربع اشتر مقبوض مضاعف:

فاعلن مفاعلن فاعلن مفاعلن(۳)

(۸)بحر ہزج مسدس اخرب مقبوض محذوف

مفعول مفاعلن فعولن(۲)

(۹)بحر ہزج مربع اخرب سالم

مفعول مفاعیلن(۱)

2۔بحر رمل:

کلیات مولانا ظفر علی خان میں بحر رمل کے درج ذیل ۵ اوزان میں ۳۲۱ منظومات شامل ہیں۔

(۱)بحر رمل مثمن محذوف:

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن(۱۹۰)

(۲)بحر رمل مثمن مخبون محذوف مقطوع:

فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن(۱۰۷)

(۳)بحر رمل مسدس محذوف:

فاعلاتن فاعلاتن فاعلن(۱۱)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.1 2022

(۴)بحر رمل مثمن مشکول مسکن:

مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن (۸)

(۵)بحر رمل مثمن مشکول:

فعلات فاعلاتن فعلات فاعلاتن (۵)

3۔بحر مضارع:

مولانا نے بحر مضارع کے درج ذیل وزن میں ۱۶۹ منظومات کہی ہیں۔

(۱) بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف یامقصور:

مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن (۱۶۹)

4۔بحر متقارب:

بحر متقارب کے درج ذیل ۶ اوزان میں کلیات مولانا ظفر علی خان میں ۶۹ منظومات موجود ہیں۔

(۱)بحر متقارب مثمن سالم:

فعولن فعولن فعولن فعولن (۳۶)

(۲)بحر متقارب/ہندی مثمن مضاعف:

فعل فعولن فعل فعولن فعل فعولن فعل فعولن/ فعل فعولن فعل فعولن فعل فعولن فعلن فع (۱۵)

(۳)بحر متقارب مثمن محذوف

فعولن فعولن فعولن فعل (۱۳)

(۴)بحر متقارب/ہندی اثرم مقبوض محذوف:

فعل فعولن فعل فعولن / فعل فعولن فعلن فعلن / فعلن فعل فعول فعولن / فعلن فعلن فعلن فعلن (۲)

(۵)بحر متقارب/بحر ہندی مربع مضاعف:

فعل فعولن فعلن فع / فعلن فعلن فعلن فع (۲)

(۶)بحر متقارب مربع اثلم سالم مضاعف:

فعلن فعولن فعلن فعولن (۱)

5۔بحر مجتث:

بحر مجتث کے درج ذیل وزن میں مولانا کے کلیات میں ۶۱ منظومات ملتی ہیں۔

(۱) بحر مجتث مثمن مخبون محذوف مسکن:

مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن (۶۱)

6۔بحر رجز:

کلیات مولانا ظفر علی خان میں بحر رجز کے دو اوزان میں ۲۸ منظومات شامل ہیں۔

(۱)بحر رجز مثمن مطوی مخبون:

مفتعلن مفاعلن مفتعلن مفاعلن (۲۴)

(۲)بحر رجز مثمن سالم:

مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن (۴)

(7)بحر خفیف:

بحر خفیف میں مولانا نے درج ذیل وزن میں ۲۱ منظومات لکھی ہیں۔

(۱) بحر خفیف مسدس مخبون محذوف مقطوع:

فاعلاتن مفاعلن فعلن (۲۱)

8۔بحر متدارک:

کلیات مولانا ظفر علی خان میں بحر متدارک کے درج ذیل ۳اوزان میں ۱۳منظومات ملتی ہیں۔

(۱)بحر متدارک مثمن مضاعف:

فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن / فَعِلن فَعِلن فَعِلن فَعِلن فَعِلن فَعِلن فَعِلن فَعِلن (۸)

(۲)بحر متدارک مربع مضاعف:

فعلن فعلن فعلن فعلن / فَعِلن فَعِلن فَعِلن فَعِلن (۳)

(۳)بحر متدارک مثمن سالم:

فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن (۲)

9۔بحر جمیل:

بحر جمیل کے درج ذیل وزن میں مولانا کے کلیات میں ۸ منظومات شامل ہیں۔

(۱) بحر جمیل مثمن سالم:

مفاعلاتن مفاعلاتن مفاعلاتن مفاعلاتن (۸)

10۔بحر کامل:

مولانا کے کلیات میں بحر کامل کے ذیل کے ایک وزن میں ۵ منظومات دکھائی دیتی ہیں۔

(۱) بحر کامل مثمن سالم:

متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن (۵)

11۔بحر منسرح:

بحر منسرح کا بھی مولانا نے کلیات میں ایک ہی وزن استعمال کیا ہے اور ۲ منظومات پیش کی ہیں۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.1 2022

(ا) بحر منسرح مثمن مطوی موقوف/مکسوف:

مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن(۲)

12۔بحر سریع:

مولانا نے اپنے پورے کلیات میں بحر سریع کو صرف ایک ہی نظم میں مستعمل کیا ہے۔

(ا) بحر سریع مسدس مطوی مکسوف:

مفتعلن مفتعلن فاعلن(۱)

کلیات مولانا ظفر علی خان کا تحقیقی جائزہ لینے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کی مرغوب ترین بحر 'بحر ہزج' ہے، جس میں انھوں نے ۹ اوزان کا استعمال کرتے ہوئے ۴۰۶ منظومات تخلیق کیں جو ان کے کلیات میں موجود کل کلام کا ۳۶.۷ فی صد بنتی ہیں۔اس کے بعد کثیر الاستعمال 'بحر رمل' ہے جس کے وہ ۵ اوزان بروئے کار لائے ہیں اور ۳۲۱ منظومات پیش کی ہیں جو کل کلام کا ۲۹.۱ فی صد ہے۔اور پھر 'بحر مضارع' ہے جس کے ایک ہی وزن کی ۱۶۹ منظومات ان کے کلیات میں شامل ہیں جو کلیات کا ۱۵.۳ فی صد بنتی ہیں۔مذکورہ بالا تین بحروں کا کلام ان کے کلیات میں موجود کل کلام کا ۸۱.۱ فی صد ہے۔

اگر اوزان کی بات کی جائے تو بحر ہزج مثمن سالم / مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن ان کا محبوب ترین وزن ہے جس میں انھوں نے سب سے زیادہ ۲۲۴ نظمیں لکھیں جو ان کے کلیات کا بہ اعتبار اوزان ۲۰.۲ فی صد حصہ ہے۔ اس کے بعد بحر رمل مثمن محذوف / فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن ہے جس میں انھوں نے ۱۹۰ منظومات تخلیق کیں جس کا وقوع ۱۷.۲ فی صد ہے۔ پھر ان کا پسندیدہ وزن بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف / مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن ہے جس میں ان کی ۱۶۹ منظومات ملتی ہیں جو ۱۵.۳ فی صد بنتی ہیں۔یہ تینوں اوزان اجتماعی طور پر ۵۲.۸ فی صد بنتے ہیں یعنی کہ مولانا کا نصف سے زیادہ کلام انھی تین اوزان میں ہے۔

ان کے ہاں قلیل الاستعمال بحروں میں بحر خفیف، بحر جمیل، بحر کامل، بحر منسرح اور بحر سریع ہیں۔ ان پانچ بحور کا صرف ایک ایک وزن ہی استعمال کیا گیا ہے جب کہ ان بحور میں کل منظومات کی تعداد بھی صرف ۳۷ ہے۔مولانا کی طبیعت سے بحر سریع کی مناسبت ظاہر نہیں ہوتی اس لیے پورے کلیات میں اس بحر کی صرف ایک ہی نظم موجود ہے اور وہ بھی صرف پانچ اشعار پر مشتمل ہے۔

ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ ظفر علی خان نے مفرد اور مرکب/مزاحف ہر دو طرح کی بحور میں طبع آزمائی کی ہے۔ شعر میں اوزان کے ارکان کی تعداد کی بات کی جائے تو وہ مسدس ہو، مثمن ہو یا شانزدہ/سولہ رکنی وہ ان سبھی اوزان کو استعمال میں لائے۔ ان کی نظموں میں خصوصاً شانزدہ رکنی وزن جس کا شمار طویل بحور میں ہوتا ہے ترنم، روانی اور تیزی کی چاشنی میں ڈوبا ہوتا ہے۔اس بارے میں شورش کاشمیری کا کہنا ہے:

> "ان مجموعوں میں ایسی نظمیں بہ کثرت ہیں جن کی طویل و مترنم بحریں شگفتہ و برجستہ قافیوں کے ساتھ آبشار کے بہاؤ کا نظّارہ پیش کرتی ہیں۔"(۹)

طویل بحور کے علاوہ بھی مولانا نے ہر طرح کے وزن میں خاص قسم کی غنائیت، صوتی تکرار، موسیقیت اور آہنگ کو کبھی بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ڈاکٹر سید عبد اللہ کا کہنا ہے کہ:

> "ظفر علی خان کی شاعری میں ظاہر کے لحاظ سے مجھے تین باتیں نمایاں معلوم ہوتی ہیں۔ اول فراوانیٔ الفاظ۔ دوم، ندرت اور طرفہ پسندی کی آرزو۔ سوم، موسیقی اور آہنگ سے خاص محبت۔"(۱۰)

ان کے ہاں مربع ارکان کے حامل وزن میں بھی لکھنے کا چلن ملتا ہے جسے کلاسیک یا قدما میں کم شاعروں نے ہی استعمال کیا۔ "بہارستان" میں شامل ان کی نظم "آریہ اخباروں کے مسلمان قلم کاروں کا ترانہ" بحر ہزج مربع اخرب سالم/ مفعول مفاعیلن پر مشتمل ہے اور اس کے مصاریع بھی جفت اعداد میں نہیں بل کہ طاق اعداد میں ہیں یعنی ۳۳، چند مصاریع بطور مثال ملاحظہ ہوں:

"لڈو ہمیں کھلوادو/ ٹھرا ہمیں پلوادو/ جانا ہے تھیٹر تک / کچھ پیسے بھی دلوادو/ پھر کرنے کو حاضر ہیں/ ہم ہجوِ پیمبر بھی / اور حملہ خدا پر
بھی / ہم پیٹ کے بندے ہیں۔۔۔۔ الخ" (۱۱)

اسی طرح ان کی نظم "داڑھی ہے تو غم کیا ہے" جو مستزاد کی ہیئت میں ہے، اس کے ہر شعر کے آخر میں دو عروضی ارکان پر مشتمل ایک ٹکڑا ایزاد کیا گیا ہے لیکن آخری شعر کے بعد چار عروضی ارکان کا ایک پورا مصرع بھی اضافی ہے جس سے مصاریع طاق اعداد میں ہو گئے ہیں۔

ایسی نظموں کا جائزہ لینے کے بعد یہ احساس ہوتا ہے کہ مولانا ظفر علی خان کہیں کہیں عروضی اور ہیئتی پابندیوں کو توڑنا چاہتے ہیں یا ان میں وسعت کے خواہاں ہیں۔ اسی لیے عبدالقادر سروری نے کہا تھا کہ:

"آزاد نظم اور معرا نظم کی تحریکیں، حقیقت میں کچھ بعد نشوونما پاتی ہیں۔ لیکن قدیم اصناف میں توسیع کی خواہش مولانا ظفر علی خان، سیماب اکبر آبادی اور کسی حد تک اقبال کے پاس بھی ملتی ہے۔ بعد کے شعرا کے لئے یہ نمونے یقیناً محرک کا کام کرتے ہیں۔" (۱۲)

وزن کے طول کو ہجاؤں (ہجائے کوتاہ/ ہجائے مقصور، ہجائے بلند/ ہجائے ممدود) کے مجموعے کی ایک خاص طے شدہ ترتیب اور بہ اعتبار کمیت، اوزان کوتاہ/ اوزان قصیر، اوزان متوسط اور اوزان بلند/ اوزان طویل میں منقسم کیا جاتا ہے۔ ظفر علی خان نے ان تمام طرح کے اوزان میں اپنے منفرد فن کا کمال مظاہرہ پیش کیا ہے۔

اسی لحاظ سے ایک اور قسم اوزانِ متناوب کی بھی ہے۔ اس وزن میں مصرع دو مشابہ ٹکڑوں میں تقسیم ہو جاتا ہے اور درمیان میں وقفہ/ سکون/ بسرام آ جاتا ہے جس کے سبب اسے سکتہ والی بحر/ بحر شکستہ بھی کہتے ہیں۔ وقفے/ حشو کے مقام پر مسبغ رکن کا استعمال انتہائی فن کارانہ اظہار کا طلب گار ہوتا ہے کیوں کہ اگر لفظ کا کچھ حصہ مقامِ وقفہ سے ایک طرف اور بقیہ حصہ دوسری طرف چلا جائے تو اس سے روانی اور آہنگ متاثر ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے لیکن ظفر علی خان نے جہاں بھی یہ شاعرانہ اختیار استعمال کیا ہے اسے بہ خوبی نبھایا ہے ،ایک مثال دیکھیے:

کوہِ الم سر پہ ٹوٹ تیر ستم دل کو چھید
ہے سرو سینہ مرا وقفِ جفائے نگار (۱۳)

اس کا وزن مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن ہے اور یہ اوزانِ متناوب میں سے ہے، وزن/ مصرع کے پہلے ٹکڑے کا دوسرا رکن فاعلن ہے جسے یہاں فاعلان استعمال کیا ہے جو "سر پہ ٹوٹ" کے برابر ہے، اسے مسبغ کہتے ہیں، مولانا نے اسے ایسے باندھا ہے کہ مصرع کی ذرا سی بھی روانی متاثر نہیں ہوئی۔ ایسی کئی امثال ان کے کلیات میں بکھری پڑی ہیں۔ ان کے ہاں شعر کے عروض و ضرب میں بھی مسبغ کی مثالیں مل جاتی ہیں اور قوافی کا مسبغ استعمال بھی موجود ہے۔

عروض کے اعتبار سے 'مستزاد' کی اہمیت اپنی جگہ مُسلّم ہے۔ کیوں کہ اس ہیئت میں رکن/ ارکان کا مصرع/ شعر/ بند میں اضافہ کر دیا جاتا ہے جس سے مقررہ وزن میں فرق آ جاتا ہے۔ یہ ایزاد عموماً وزن کے پہلے اور آخری رکن کے مجموعے کے برابر ہوتا ہے۔ ظفر علی خان نے بھی مستزاد کی ہیئت کو بطور خاص استعمال کیا ہے اور وہ قدما کے عام چلن کے موجب دو زائد ارکان کا ٹکڑا بطور مستزاد لاتے دکھائی دیتے ہیں جو وزن کے رکنِ اول اور رکنِ آخر کے مجموعے کے مساوی ہوتا ہے۔ جیسا کہ

پوچھی گئی لکھنو میں جب رائے خلافت
لٹھ لے کے چلے ہاتھ میں بابائے خلافت
اے وائے خلافت (۱۴)

اس کا وزن مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن ہے۔ ایزاد ٹکڑا (اے وائے خلافت) وزن کے پہلے اور آخری رکن (مفعول فعولن) کے برابر ہے۔ مولانا کے کلیات میں ۶ مختلف طرح کے مستزاد ملتے ہیں جن میں کہیں دو عروضی ارکان کا ایک ٹکڑا، کہیں دو عروضی ارکان کے دو ٹکڑے ایزاد کیے گئے ہیں۔ کہیں ان ٹکڑوں کا اضافہ مصرع کے آخر میں،

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.1 2022

کہیں شعر کے آخر میں، کہیں بند کے آخر میں اور کہیں پوری نظم کے آخر میں ملتا ہے۔ یاد رہے کہ ایسے مستزاد عروضی ارکان کے فقروں کا وزن فہرستِ اوزان میں شامل نہیں کیا گیا کیوں کہ وہ الگ سے کوئی وزن نہیں ہوتا بل کہ اسی وزن کے ارکان کو آپس میں جوڑ لیا جاتا ہے۔

اوزان کے معاملے میں ظفر علی خان کے ہاں انحراف اور جدت کو یوں بھی دیکھا جا سکتا ہے کے انھوں نے دو یا دو سے زیادہ اوزان کو ایک ہی نظم میں جمع کرنے کا طرز اپنایا۔ ان کے کلیات میں گیارہ منظومات ایسی ملتی ہیں جن میں ایک سے زائد اوزان کو بروئے کار لایا گیا۔ اس کی ایک اہم مثال نظم "لالہ خوش حال خورسند مدیر 'ملاپ' " ہے۔ اس خاص نظم میں انھوں نے پانچ مختلف اوزان کو سات بار استعمال کیا ہے۔ یہ نظم ڈرامائی رنگ کی ہے اور جہاں موضوع اور شخصیت/کردار بدلا ہے وہاں فی الفور وزن اور آہنگ بھی بدل دیے گئے۔

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ان کے منتخب کردہ بحور و اوزان ان کے مزاج/موڈ کی غمازی کرتے ہیں اس کا ایک بیّن ثبوت یہ بھی ہے کہ جہاں انھیں احادیث اور قرآنی آیات کے الفاظ/تراکیب/ٹکڑے استعمال میں لانا مقصود ہو وہاں وہ بحر ہزج کا انتخاب بہ کثرت کرتے ہیں اسی طرح جب وہ ملکی سیاسیات، اسلامی روایات، اخلاقی و تاریخی بو قلمونیاں، عصری تحریکات و واقعات اور صحافتی ہنگامہ آرائیوں پر شعری اظہار کرتے ہیں تو زیادہ تر بحر رمل اور بحر مضارع سے مدد لیتے ہیں۔ ظفر علی خان کے کلام کا ایک خاص حصہ کئی دوسرے شاعروں کی زمینوں (بحر، ردیف قافیہ)، شعری اسلوب اور آہنگ سے متاثرہ ہے۔ ڈاکٹر سید عبداللہ رقم طراز ہیں کہ:

> "ان میں کہیں شبلی کا رنگ ہے جو ان کی تاریخی اور سیاسی نظموں میں ظاہر ہوا ہے کہیں اکبر کا ڈھنگ ہے جو ان کی طنزیات و مضحکات میں نظر آتا ہے، کہیں وہ چکبست کی نرم سیاسی نظم گوئی کو اپنے تیز اور تند لہجوں میں بدل دیتے ہیں اور پھر کہیں وہ اقبال کی رجزیہ نظموں کی اپنے خاص انداز میں پیروی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔"(۱۵)

انھوں نے سعدی شیرازی ، قآنی، عراقی، حافظ شیرازی، شیخ حزیں، غالب، حالی، شبلی نعمانی، اکبرالہ آبادی، اقبال، اور عیش دہلوی جیسے شاعروں کے مصاریع اور اشعار کو بطورِ تضمین اپنی شاعری کا حصہ بنایا (ایسا کرنے سے دوسرے شاعروں کے عروضی اوزان کا استعمال ناگزیر ہو جاتا ہے)۔ ایک نظم میں ایک مصرع یا ایک شعر کی تضمین تو عام ہے ظفر علی خان نے بعض نظموں میں ایک سے زیادہ اشعار کو تضمین کیا۔ مثال کے طور پر ان کی نظم " لا تقنطو من رحمۃ اللہ" میں حافظ کے ۹ اشعار کو تضمین کیا گیا ہے۔ سعدی شیرازی کے ایک ہی شعر کو ایک ہی نظم "تاجدار عرب و عجم ﷺ" میں تین بار تضمین کیا۔

یوں تو انھوں نے حالی کے کئی اشعار کو بطور تضمین نظم کیا ہے لیکن چار اشعار کو خاص طور پر ایک ہی نظم بہ عنوان " حالی کے چند ابیات کی تخمیس" میں تخمیس کی صورت میں پیش کیا۔ انھوں نے اس نظم میں حالی کے تضمین کیے گئے ہر شعر سے پہلے اپنے تین مصرعے لگائے ہیں، اور ان مصاریع میں الفاظ و تراکیب، مضمون و معنی اور نظامِ قوافی و وزن کو ایسے فن کارانہ انداز میں ایک دوسرے کے ساتھ یکجا و متحد اور باہم پیوست کر دیا ہے کہ ایک ہی شاعر کا کلام معلوم ہوتا ہے اور پڑھنے والے کو کہیں بھی تصنع اور بناوٹ کا التباس تک نہیں ہوتا۔ وہ خود اعتراف کرتے ہیں:

مرے اشعار جاں پرور ہیں اک گلشن معانی کا
جو بُو اِن میں ہے حالی کی تو رنگ ان میں حزیں کا ہے(۱۶)

تیرہ اشعار پر مشتمل نظم "پُرانی روشنی" کے بارے میں تو ان کا دعویٰ ہے کہ اس نظم کے آدھے اشعار علامہ اقبال کے ہیں اور آدھے ان کے اپنے۔ ایک ہی وزن، ردیف و قافیہ، موضوع اور اسلوب ہونے کی وجہ سے فرق معلوم کرنا مشکل ہے کہ کون سا شعر علامہ اقبال کا ہے اور کون سا مولانا ظفر علی خان کا۔

رباعی ایک ایسی صنفِ سخن ہے جس کے مخصوص اور طے شدہ اوزان ہی اس کی شناخت ہیں۔ رباعی کی بحر در حقیقت بحرِ ہزج ہے۔ اس بحر کا بنیادی رکن مفاعیلن ہے۔ اسی رکن مفاعیلن اور اس کے مختلف زحافات کی مختلف ترتیب سے بننے والے چار ارکان پر مشتمل چوبیس اوزان رباعی کے اوزان کہلاتے ہیں۔ انھی پر رباعی کا اطلاق ہوتا ہے۔ ان کے علاوہ کسی بھی اور وزن میں کہے گئے چار مصرعے رباعی کہلانے کے حق دار نہیں ہوتے۔ حیرت انگیز طور پر ظفر علی خان نے رباعی نہیں لکھی اور نہ ہی ان کے کلیات میں جو ایک ہزار سے زائد نظموں پر مشتمل ہے کہیں بھی ان اوزان میں سے کوئی نظم ملتی

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.1 2022

ہے۔ یوں لگتا ہے انہوں نے چار مصرعوں کے اس مخصوص عروضی و ہیئتی نظام کو اپنی شاعری کے لئے درخورِ اعتنا نہیں سمجھا اسی لیے وہ اس سے گریز کرتے ہوئے گزر گئے۔

مولانا کو عروض پر کامل دست گاہ حاصل تھی، ان کا زحافات کا عرفان بھی اعلیٰ درجے کا تھا۔ وہ تسکین اوسط کے اختیار کا استعمال بھی بڑی مہارت سے کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں وہ تقطیع کے اصول و قواعد پر بھی سختی سے عمل پیرا رہتے تھے۔ یہی وجوہات ہیں کہ ان کے پورے کلام میں کہیں کوئی عروضی تسامحات / اغلاط سے واسطہ نہیں پڑتا۔ البتہ سہوِ کتابت سے کسی کو بھی استثنا حاصل نہیں۔

حوالہ جات

۱۔ ظفر علی خان، مولانا، "**چمنستان**" در "**کلیاتِ مولانا ظفر علی خان**"، لاہور: مولانا ظفر علی خان ٹرسٹ ۲۰۱۰ء، ص ۲۲

۲۔ شیما مجید (مرتب)، "**مقالات۔۔۔ن۔م۔راشد**"، اسلام آباد: الحمرا پبلشنگ، ۲۰۰۲ء، ص ۳۲۰

۳۔ شورش کاشمیری، "**ظفر علی خان**"، لاہور: مولانا ظفر علی خان ٹرسٹ، ۲۰۱۴ء، ص ۱۷۴

۴۔ اشرف عطاء "**مولانا ظفر علی خان**"، لاہور: مولانا ظفر علی خان ٹرسٹ، ۲۰۱۱ء، ص ۱۶۵

۵۔ شورش کاشمیری، "**ظفر علی خان**"، ص ۱۱۳

۶۔ مختار مسعود، "**آوازِ دوست**"، دہلی: ایم آر پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء، ص ۱۱۸

۷۔ عبد الجبار شاکر، اداریہ، مشمولہ، "**مرغزار**"، ظفر علی خان نمبر، گورنمنٹ کالج شیخوپورہ، ۱۹۸۱ء، ص ۸

۸۔ شورش کاشمیری، "**ظفر علی خان**"، ص ۱۱۱، ۱۱۲

۹۔ ایضاً، ص ۱۹۷

۱۰۔ سید عبداللہ، ڈاکٹر، "**چند نئے اور پرانے شاعر**"، لاہور: اردو مرکز، ۱۹۶۵، ص ۱۷۹

۱۱۔ ظفر علی خان، مولانا، "**بہارستان**" در "**کلیات مولانا ظفر علی خان**"، لاہور: مولانا ظفر علی خان ٹرسٹ ۲۰۱۰ء، ص ۵۳۳

۱۲۔ عبد القادر سروری، ظفر علی خان اور جدید اردو شاعری، مشمولہ "**مرغزار**"، ظفر علی خان نمبر، گورنمٹ کالج، شیخوپورہ، ۱۹۸۱، ص ۱۳۲

۱۳۔ "**بہارستان**"، ص ۴۰۲

۱۴۔ ایضاً، ص ۳۷۱

۱۵۔ "**چند نئے اور پرانے شاعر**"، ص ۱۶۹

۱۶۔ "**چمنستان**"، ص ۱۸۱